

نثر المر جان از علامہ ارکائی کا منہج و اسلوب

(مقالہ اول اصول رسم کا خصوصی مطالعہ)

منیبہ رضوی*

محمد فاروق حیدر**

قرآن کریم اللہ سبحان و تعالیٰ کی جانب سے بنی نوع انسان کو عطا کیا جانے والا وہ سرچشمہ ہدایت ہے جس کی تقریر و تحریر میں نہ تو کسی بھی قسم کی تحریف کا شائبہ ہے اور نہ امکان کیونکہ اس کی پاسبانی کے حقوق خود رب تعالیٰ نے اپنے پاس محفوظ فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کے جو اسباب و انداز اختیار کیے ان میں دو معروف طرق ضبط فی صدور اور ضبط فی السطور ہیں۔ رسم قرآنی کا تعلق بلاشبہ ضبط فی السطور سے ہے جس میں قرآن کریم کے الفاظ ان کا رسم الخط اور ان کے حروف کی کیفیت وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ بحث ہر دور میں علماء کی خصوصی دلچسپی کا موضوع رہی اور علماء نے اپنی بساط کے مطابق رسم اور اس کے اصول و ضوابط پر روشنی ڈالی ہے۔ انہیں علماء میں ایک اہم نام علامہ ارکائی کا ہے جن کی کتاب نثر المر جان فی رسم نظم القرآن اس فن میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ کتاب کے منہج و اسلوب سے قبل مؤلف کتاب کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

علامہ ارکائی کا نام و نسب محمد غوث بن ناصر الدین محمد بن نظام الدین احمد بن عبد اللہ ہے۔ آپ ہندوستان میں شہر ارکاٹ کے علاقے محمد پور میں رمضان ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ارکاٹ کی نسبت سے ارکائی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ آپ نے اپنے جد امجد نظام الدین احمد سے ایک عرصہ تک تعلیم حاصل کی اور حدیث کی سند بھی حاصل کی۔ داد ابرار گوار نظام الدین احمد کے وصال کے بعد مولانا امین الدین صدیقی سے خوب فیض پایا۔ آپ نے ان کی معیت میں حصول علم کے لیے رامناٹ کا سفر بھی کیا اور ان سے بہت سی درسی کتب پڑھیں۔ استاذ گرامی امین الدین کے دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد آپ واپس مدراس آگئے اور یہاں عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی سے استفادہ کیا۔ ۱۲۱۳ھ میں آپ نے حیدرآباد کا سفر بھی کیا۔ آپ کا وصال گیارہ صفر المظفر بروز ہفتہ ۱۲۳۸ھ کو ہوا۔ (۱)

آپ نے اپنے پیچھے جو یادگار علمی سرمایہ چھوڑا ان میں نثر المر جان فی رسم نظم القرآن، الفوائد الصغیہ فی شرح الفرائض السراجیہ، سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلاة والاسحار، بسط الیومین لاکرام الایومین، ار جوزۃ فی القاب سیدنا علیؑ، کفایۃ المبتدی فی الفقہ الشافعی، زواجر الارشاد الی دار الجہاد، تعلیقات علی مختصر ابی شجاع، تعلیقات علی شرح قطر الندی،

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

مسائل فی الفقہ الشافعی، النصب الآخر من الکافی مختصر الکفایة، حواش علی القاموس، الشافی شرح الکافی، فی النحو، النجم الوقاد شرح قصیده بانت سعاد، وسائل البرکات شرح دلائل الخیرات، نحر القوائد و محور الفراند فی الموارث وغیرہ یہ تمام عربی زبان میں (۲) جبکہ انہار المفاخر فی مناقب السید عبدالقادر، البواقیت المنشورہ فی الاذکار الماثورہ، بسائم الازہار فی الصلاۃ علی سید الابرار، ہدایۃ الغوی الی المنہج السوی، فی طب النبی، خواص الحيوان، رشحات الاعجاز فی تحقیق الحقیقۃ والمجاز، رسالۃ فی الرد علی خواجہ کمال الدین، برهان الحکمۃ ترجمۃ ہدایۃ الحکمۃ، الفتاوی الناصریۃ فی فقہ الحنفیۃ، خلاصۃ البیان فی شرح عقیدۃ عبدالرحمن (المراد بہ الجابی) اور زبدۃ العقائد وغیرہ جیسی کتب فارسی زبان میں تحریر فرمائیں۔ (۳)

نثر المر جان کا اجمالی تعارف:

نثر المر جان فی رسم نظم القرآن رسم قرآن پر لکھی جانے والی علامہ ارکائی کی ماہیہ ناز علمی شناخت ہے۔ یہ کتاب رسم مصحف کے مباحث پر تحریر شدہ جامع علمی موسوعہ ہے جو سات اجزاء پر مشتمل ہے۔ بنیادی طور پر یہ علمی اور وسیع مجموعہ دو مقالات کا جامع ہے۔

- ۱۔ مقالہ اول مبادیات رسم سے متعلق اصول و قواعد پر مشتمل ہے جس کو مؤلف نے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ان پانچ ابواب کو مزید فصول میں تقسیم کرتے ہوئے رسم کے اصول و قواعد سے بحث کی ہے۔
 - ۲۔ مقالہ دوم فروش الحروف کے بارے میں ہے اس میں علامہ نے قرآن مجید کے کلمات ان کے رسم، قرات اور اعراب وغیرہ کو مصحف عثمانی کی ترتیب سور کے اعتبار سے بیان کیا ہے۔
- ان دو مقالات سے قبل کتاب میں مقدمہ مؤلف اور مقدمہ مبادیات رسم بھی شامل کیا گیا ہے۔
- یہاں موضوع بحث مقالہ اول یعنی رسم کے اصول و قواعد ہیں جس میں مؤلف کے اسلوب و بیان اور کتاب میں مؤلف کے منہج و اسلوب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ متقدمین علمائے رسم نے رسم مصحف پر جو کچھ تحریر کیا یہ کتاب تقریباً ان سب کی جامع ہے۔ اس کتاب میں قرآنی کلمات کو الحمد للہ الناس ترتیب مصحف عثمانی کے مطابق جمع کیا گیا ہے اور ان کے رسم، تحریر کے ضوابط و اعراب اور اوزان وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے بنیادی مصادر:

مقالہ اول کے آغاز میں تمہیدی بیان میں مؤلف نے قاری کی توجہ ان معتبر مصادر کی جانب مبذول کروائی ہے جن سے اس کتاب کی تیاری میں بھرپور مدد ملی گئی ہے، فرماتے ہیں:

واعلم انی اعتمدت فی استخراج ما احرف فی هذا الكتاب علی الكتب المعتمدة منها (۴)

اس کے بعد ان کتب معتبرہ کے نام درج کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- المتقن از ابو عمرو دوانی
- ۲- القصيدة الرائية المسماة بالعقيدة از ابو القاسم شاطبي
- ۳- شرح العقيدة المسمی بالوسيلة از علی بن محمد سخاوی
- ۴- النشر فی القراءات العشر از ابن جزری
- ۵- الاتقان فی علوم القرآن از سیوطی
- ۶- المصحف الجزری از طاہر بن عرب اصفہانی (۵)

ان مصادر کے علاوہ بھی کچھ مصادر ایسے ہیں جن کا ذکر مقدمہ میں نہیں کیا گیا لیکن کتاب میں حوالے موجود ہیں ان میں سے ایک ”رسالہ“ (رسم مصحف) ہے جو آپ کے نانا محمد حسین شہید کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ ایک کتاب خلاصۃ الرسوم ہے جس کے مؤلف عثمان بن حافظ عبد الرحمن طالقانی ہیں۔ اس کتاب کی عبارتیں مؤلف کا نام لیے بغیر فقط ”قال صاحب الخلاصة“ جا بجا موجود ہیں، یعنیہ ایک اور کتاب ”خزانة الرسوم“ جس کے مؤلف خواجہ محمد معصوم بن ملا محمد رحیم ہیں، کے حوالے بھی اسی طرز پر دیئے گئے ہیں کتاب میں اس کی مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

نثر المر جان میں مبادیات رسم:

کتاب کے آغاز میں علامہ ارکائی نے رسم کے مبادیات کے بارے ایک مقدمہ قائم کیا ہے اس کا آغاز یوں کرتے ہیں:

اعلم ان علم الخط ما يبحث فيه عن كيفية كتابة الالفاظ، من مراعاة حروفها لفظاً او اصلاً، والزيادة والنقص والوصل والفصل والبدل.... (۶)

پھر رسم الخط کی ابتداء کب اور کس نے کی بعد ازاں جمع قرآن کے ادوار غلاشہ کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد دور عثمانی میں تیار کیے جانے والے مصاحف کی تعداد کے بارے مختلف فیہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام جزری کا قول جس کے مطابق کل آٹھ مصاحف تیار کیے گئے کو ترجیح دی ہے۔ امام جزری کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اقول: هذا يدل على ان النسخ ثمانية۔ (۷)

آپ نے امام جزری کا اس بارے بھی قول نقل کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ ان مصاحف عثمانیہ میں جو کچھ ہے اس کو قبول کیا جائے اور اس کے ماسوا کو ترک کر دیا جائے۔ (۸)

مصاحف عثمانیہ ان تمام حروف سبجہ کے رسم کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں جو عرضہ اخیرہ کے جامع تھے۔ آپ نے اس بارے ابن جزری کے حوالے سے ایک جامع قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اعلم انّ جما هير العلماء من السلف والخلف وائمة المسلمين ذهبوا الى أنّ المصاحف العثمانية مشتتة على ما يحتمله رسمها من الاحرف السبعة التي انزل بها القرآن، جامعة للعرضة الاخيرة التي عرضها النبي على جبريل عليه السلام، متضمنة لها، لم تترك حرفاً منها؛ لآت الصحابة اجمعوا على نقلها من الصحف التي كتبها ابو بكر وعمر، واجمعوا على ترك ما سوى شيىء من القرآن- (۹)

جان لیجئے کہ سلف و خلف کے جمہور علماء اور آئمہ کا موقف ہے کہ مصاحف عثمانیہ، سات حروف جن پر قرآن نازل ہوا میں سے صرف ان حروف پر مشتمل ہیں جن کی رسم میں گنجائش موجود تھی جو اس عرضہ اخیرہ کے جامع تھے جس کا دور آپؐ نے جبرائیلؑ سے کیا۔ اس میں عرضہ اخیرہ کے وہ تمام حروف موجود تھے جن میں سے کسی ایک حرف کو بھی نہیں چھوڑا گیا کیونکہ صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان کو ان صحف سے نقل کیا گیا جن کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے لکھا اور قرآن میں اسکے ماسواہر شے کو ترک کئے جانے پر بھی ان کا اجماع ہے۔

علامہ موصوف نے جمہور علماء کی اس رائے سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ مصاحف عثمانیہ کو نقل کرتے وقت ان کی مخالفت کسی بھی صورت جائز نہیں۔

لا يجوز مخالفة المصاحف العثمانية في الكتابة- (۱۰)

اپنی اس رائے کی تائید میں ارکائی صاحب نے دیگر محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں مثلاً امام مالک کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سئل مالک، قيل له: ارایت من استكتب مصحفاً اليوم اتری ان يكتب اليوم عل

احدته الناس من الهجاء؟ فقال: لا اری ذلك، ولكن يكتب على الكتابة الاولى- (۱۱)

امام احمد کی اس بارے رائے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں:

يحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو او ياءٍ او الف او غير ذلك- (۱۲)

واو، یا اور الف وغیرہ کے بارے میں مصحف عثمانی کے رسم الخط کی مخالفت حرام ہے۔

امام بیہقی کا اس بارے قول نقل کیا وہ فرماتے ہیں:

من كتب مصحفاً فينبغي ان يحافظ على الهجاء الذي كتبوا به تلك المصاحف، ولا يخالفهم فيه، ولا يغير مما كتبوه شيئاً، فانهم كانوا اكثر علما، وصدق قلبا ولسانا، واعظم امانة منا، فلا ينبغي

ان نظن بانفسنا استدرأكا عليهم- (۱۳)

جو شخص مصحف کی کتابت کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہجا کی حفاظت کرے جن کے ساتھ ان

مصاحف کو لکھا گیا اور اس میں ان کی مخالفت نہ کرے اور نہ ہی اس میں تبدیلی کرے جو کچھ انہوں نے لکھا کیونکہ ان کا علم

بہت زیادہ تھا، زبان و قلب کی سچائی اور امانت میں ہم سے بہت بڑھ کر تھے۔ اس لیے ہمارے لیے یہ درست نہیں کہ ہم اپنی طرف سے یہ گمان کر لیں کہ ان سے کوئی کمی رہ گئی تھی جس کو ہم پورا کر رہے ہیں۔

مبرد سے روایت بیان کی ہے:

روی عن المبرد انه قال: خط المصحف مسلم لا يخالف ولا يتجاوز فيه عن خط زيد بن ثابت۔ (۱۴)
مبرد سے روایت ہے فرماتے ہیں خط مصحف ثابت شدہ ہے۔ زید بن ثابت کے خط سے نہ تجاوز کیا جائے گا نہ اس کی مخالفت کی جائے گی۔

اسی طرح صاحب خزانہ کسائی سے روایت نقل کرتے ہیں جس کو علامہ ارکائی نے بھی نقل کیا فرماتے ہیں:
ذكر صاحب الخزانة عن الكسائي انه قال: في خط المصحف عجائب و غرائب تحيرت فيها عقول العقلاء، وعجزت عنها آراء الرجال البلغاء و كما ان لفظ القرآن معجز فكذاك رسمه خارج عن طوق البشر۔ (۱۵)

صاحب خزانہ نے کسائی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ خط مصحف میں ایسے عجائب و غرائب ہیں جس سے عقلاء کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں اور اہل بلاغت کی آراء عاجز ہو جاتی ہیں، جس طرح قرآن مجید کے الفاظ معجزہ ہیں اسی طرح اس کا رسم بھی بشری طاقت سے باہر ہے۔

بعد ازاں مصحف کو نقطہ اور شکل دینا اس میں نواح و خواہم وغیرہ مقرر کرنا اس بارے مختلف فیہ آراء نقل کی ہیں۔ کہتے ہیں اس بارے کچھ علماء مخالفت کے قائل ہیں اور کچھ نے اجازت دی ہے جبکہ بعض نے مستحب جانا ہے اور جن لوگوں نے ممانعت کی ہے انہوں نے ابن مسعودؓ کے قول جردوا القرآن ولا تخلصوه بشئ ی ۶۱ سے تمسک اختیار کیا ہے۔ اس بارے علامہ ارکائی نے امام دانی کی کتاب کی جانب قاری کی توجہ مبذول کروائی ہے کہ اس بارے تفصیل کے لیے امام دانی کا رسالہ موجود ہے۔

اقول وقد صنف الدانی فی ذلك رسالة۔ (۱۷)

مزید برآں آداب کتابت اور حرکات دینے کے بارے بھی اقوال و آراء نقل کی ہیں۔ اس مقدمہ کے اختتام پر اس کلام معجز قرآن کو جمع کرنے اور اس کا نام تجویز کرنے کی بابت روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثم اعلم ان المصحف الامام باتفاق العلماء هو المصحف الذي اتخذه عثمان بن عفان لنفسه۔ (۱۸)
جان لو کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مصحف امام سے مراد وہ مصحف ہے جو حضرت عثمان بن عفان نے اپنے

پاس رکھا۔

اصول رسم میں علامہ ارکائی کا اسلوب:

مبادیات کے بعد علامہ ارکائی نے مقالہ اول اصول رسم مصحف کے بارے قائم کیا ہے۔ ابن جزری کے حوالے سے آپ نے رسم کے مفہوم پر یوں روشنی ڈالی ہے:

اعلم ان المراد من مرسوم الخط في اصطلاح الفن هو خط المصاحف العثمانية التي اجمع الصحابة عليها، ذكره الجزري في النشر، ثم قال: واعلم ان المراد بالخط الكتابة، وهو على قسمين: قياسي و اصطلاحی، فالقياسی ما طابق فيه الخط اللفظ، والا اصطلاحی ما خالفه بزيادة او حذف او بدل او وصل او فصل - وله قوانين واصول يحتاج الى معرفتها (۱۹)

"جان لیجئے فی اصطلاح میں مرسوم الخط سے مراد مصاحف عثمانیہ کا خط ہے، جس پر صحابہ کرامؓ کا جماع ہے، امام جزری نے کتاب النشر میں اس بارے ذکر کیا ہے اور پھر فرمایا کہ بے شک خط سے مراد کتابت ہے اور اس کی دو اقسام ہیں، قیاسی اور اصطلاحی، قیاسی وہ ہے جس کا خط لفظ کے مطابق ہو اور اصطلاحی وہ ہے جو قیاسی رسم کی مخالفت کرتا ہے زیادتی، حذف، بدل اور وصل و فصل میں اور اس کے اصول و قوانین ہیں جن کا جاننا ضروری ہے۔"

علامہ ارکائی فرماتے ہیں بہت سے علماء نے اس موضوع پر قلم کشائی کی ہے۔ آپ نے ان میں سے چند نام بھی درج کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

وقد صنف العلماء فيه كتباً كثيرة، قديماً وحديثاً، كابي حاتم و نصير، وابي بكر بن ابي داود، وابي بكر بن

مهران، وابي عمرو الداني، و الصاحب ابي داود، والشاطبي، والحافظ ابي العلاء وغيرهم۔ (۲۰)

رسم کی بحث میں انتہائی اہم قواعد کی بحث ہے۔ علمائے رسم نے مجموعی طور پر رسم کے کل چھ قواعد بیان کیے ہیں۔ ہر شخص کا انداز بیان منفرد ہے۔ علامہ دانی نے المتق مع میں ان قواعد پر مبسوط کلام کیا اور آپ نے اہل امصار کے مابین رسم کی اختلافی آراء کو بھی نقل کیا۔ (۲۱)

اسی طرح علامہ زرکشی نے اپنی کتاب البرہان فی علوم القرآن کی نوع نمبر ۵۲ علم مرسوم الخط میں رسم مصحف کے قواعد و مندرجات کو بیان کیا ہے لیکن آپ تمام قواعد زیر بحث نہیں لائے۔ ۲۲ جبکہ علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں رسم الخط کے چھ قواعد بمعہ امثلہ پیش کیے ہیں ان قواعد سے پہلے آپ فرماتے ہیں:

وسنحصر امر الرسم في: الحذف، والزيادة، والهمز، والبدل، والفصل، وما فيه قراءتان فكتب على

احدهما۔ (۲۳)

الزيادة والا حسان میں ابن عقیلہ نے بھی رسم کے چھ قواعد مع امثلہ بیان کیے ہیں:

وقد انحصر الرسم في الحذف والاثبات والزيادة، والهمز والبدل والوصل والفصل، وما فيه قراءتان

يكتب على احدهما۔ (۲۴)

علامہ ارکائی نے انہیں چھ قواعد کو اصول رسم کے عنوان سے پانچ ابواب میں شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ آپ نے باب اول میں اثبات و حذف دونوں قواعد، باب دوم میں زیادتی، باب سوم میں بدل، باب چہارم میں وصل و قطع جبکہ پانچویں اور آخری باب میں ہمزہ کے اصول و قواعد کے بیان کا التزام کیا ہے۔ یہاں ان قواعد کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

باب اول، اثبات و حذف کے بارے ہے جو تین فصول پر مشتمل ہے۔ فصل اول الف کے حذف اور اثبات کے بیان میں، فصل دوم واو کے حذف و اثبات کے بارے، جبکہ فصل سوم میں ”یاء“ کے حذف و اثبات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فصل اول کا موضوع ”الف“ کا حذف و اثبات ہے۔ کتابت مصحف میں ”الف“ کن مقامات سے حذف کیا جاتا ہے اور کن مقامات پر اس کا اثبات ہے علامہ ارکائی نے اس بارے قرآنی امثلہ و شواہد سے وضاحت کی ہے اور وہ تمام قواعد بیان کئے ہیں جن کے ذریعے الف کے اثبات و حذف کی تصدیق ہوتی ہے اور مصاحف عثمانیہ سے اس کے شواہد ملتے ہیں۔ علامہ نے اس بارے علمائے رسم اور علمائے عربیہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ آپ نے علمائے رسم اور علمائے لغت کے لیے فریقین کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ کن مقامات پر ان علماء کی رائے منفق اور کس مقام پر اختلافی ہے یہ امور بھی شامل بحث ہیں۔

اس فصل میں پہلی مثال لفظ ”اللہ“ میں الف کے حذف و اثبات کی بابت بیان کی ہے فرماتے ہیں:

”اللہ“؛ اصله الہ كفعال، بمعنی مالوہ، كذا فی القاموس۔ (۲۵)

پھر دیگر علمائے رسم اور لغت کے اس بارے اقوال بیان کیے ہیں اور لکھا ہے علمائے رسم اور علمائے لغت کا اس

بارے میں اتفاق ہے کہ ہر جگہ لام ثانیہ کے بعد الف حذف کیا گیا ہے۔ (۲۶)

الف کے حذف ہونے کی وجہ کثرت استعمال کے باعث کتابت میں تخفیف کا حصول ہے۔ (۲۷)

اسی طرح ہر جگہ الہ میں سے لام کے بعد الف بھی حذف کیا جاتا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع ہے۔۔۔ چاہے

وہ مفرد ہو جیسے لا الہ الا انت (۲۸) اور چاہے وہ مضاف ہو یا مضاف الیہ جیسے اَتَّخَذَ إِلَٰهًا بَدَلًا (۲۹) لَدَّبَّ كُلُّ الْإِنْسَانِ بِمَا خَلَقَ

(۳۱، ۳۰)

الف کے کتابت سے حذف و اثبات کی مزید مثالیں درج ذیل ہیں۔

علامہ ارکائی لکھتے ہیں ان میں ایک مثال القیۃ ہے اس لفظ میں یا کے بعد الف کے حذف کئے جانے پر اباب رسم

کا اتفاق ہے چاہے یہ جہاں بھی آئے اور ایسا کرنا اختصار کی غرض سے ہے۔ (۳۲)

حذف الف کی ہی ایک اور مثال الشیطن ہے۔ اس بارے علامہ ارکائی فرماتے ہیں۔ ارباب رسم کا اتفاق ہے کہ کتابت مصحف میں ط کے بعد والا الف کتابت سے حذف کیا جاتا ہے چاہے وہ قرآن میں جہاں بھی اور جیسے بھی وارد ہو اور اس کی وضاحت میں آپ نے قرآن مجید سے پانچ نظائر نقل کئے ہیں جن میں تین مثالیں معرفہ آنے کی صورت میں اور دو نکرہ آنے کی صورت میں ہیں معرفہ اور نکرہ دونوں کی ایک ایک مثال درج ذیل ہے۔

معرفہ کی صورت میں: فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (۳۳)

نکرہ کی صورت میں: وَحَفِظَهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ (۳۴، ۳۵)

علامہ فرماتے ہیں بعینہ قاعدہ لفظ سلطان کا ہے اہل رسم کا اتفاق ہے کہ ”ط“ کے بعد والا الف اختصار کی غرض سے حذف کیا جائے گا قرآن میں جہاں بھی وارد ہو چاہے یہ مفرد مرفوع آئے جیسے اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ (۳۶) چاہے مجرد آئے جیسے مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ يٰهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (۳۷) چاہے مضاف آئے جیسے اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ (۳۸، ۳۹) علامہ ارکائی فرماتے ہیں اس لفظ (سلطان) کے علاوہ کوئی بھی لفظ جو فعلان کے وزن پر ف کلمہ مضمومہ کے ساتھ وارد ہوگا اس میں الف کورسم میں حذف نہیں کیا جائے گا مثلاً بنیان، طغیان، سُفران، قُرْبَان، خُسْران وغیرہ اور اسی طرح جو لفظ ف کلمہ مکسورہ کے ساتھ وارد ہوگا فعلان کے وزن پر تو اس میں الف کا اثبات ہوگا مثلاً صنوان، قنوان وغیرہ (۴۰) اسی طرز پر مولف نے تمام قواعد تفصیلاً اور تصریحاً بیان کئے ہیں ہر ایک قاعدہ کی وضاحت میں قرآنی نظائر صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

اس بحث کا اکثر و بیشتر حصہ علامہ ارکائی نے امام دانی کی کتاب المتع سے نقل کیا ہے لیکن جس شرح و بسط کے ساتھ علامہ ارکائی نے بحث کے اصول و ضوابط اجاگر کئے ہیں اس قدر تفصیل علامہ دانی کے ہاں نہیں ملتی بلکہ وہاں قرآنی امثلہ کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حذف الف کی بحث کے دوران مختلف مقامات پر بحث کے آخر میں علامہ ارکائی نے ”کمانص علیہ الدانی“ کے الفاظ کے ساتھ اپنی بحث کو موکد بنایا ہے۔

فصل دوم واو کے حذف و اثبات سے متعلق اصول و قواعد کی جامع ہے۔ اس بارے فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ واو کو حروف میں حذف کیا جاتا ہے جہاں بھی دو واو جمع ہوں چاہے وہ اصلی ہوں یا اصلی نہ ہوں یا یہ کہ وہ ہمزہ کی صورت میں ہوں یا نہ ہوں۔ واو کے حذف کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اگر دونوں واوین اصلی ہوں تو ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے اختصار کے لیے یا پھر دو ایک جیسے واو کی صورتوں کو اکٹھا کئے جانے کی کراہت کی وجہ سے مثلاً داؤد (۴۱) اصلاً داؤد ہے۔

۲۔ اگر پہلا واو اصلی ہو اور دوسرا جو زائد ہے بنائے کلمہ سے ہو مثلاً المویء دة (۴۲)

۳۔ اگر پہلا واو اصلی ہو اور دوسرا واو جمع کے لئے ہو برابر ہے کہ ما قبل الف ساکن ہو جیسے القاون (۴۳) یا پھر بغیر الف کے ہو مثلاً وَلَا تَلَوْنَ ۴۴ یا متحرک مفتوح ہو جیسے لَا يَسْتَوْنَ (۴۵) یا مضموم ہو جیسے لَيْسُوا (۴۶)

۴۔ پہلا واو ہمزہ کی صورت ہو اور دوسرا واو اصلی ہو مثلاً وَلَا يُؤَدُّهُ (۴۷)

۵۔ پہلا واو ہمزہ کی صورت ہو اور دوسرا زائد بنائے کلمہ سے ہو جیسے رِئِ وَفِ (۴۸)

۶۔ پہلا واو ہمزہ کی صورت ہو اور دوسرا جمع کے لیے ہو تو ان صورتوں میں چاہے واو سے پہلے الف ہو جیسے جَائِ و (۴۹) و بَاء و ۵۰ یا بغیر الف کے مفتوح ہو مثلاً وَيَدْرِي وَنَ (۵۱)

فریقین کا اجماع ہے مذکورہ بالا تمام صورتوں میں واوین میں سے ایک واو حذف ہوگا۔ (۵۲)

اسی طرح مؤلف نے حذف واو کی دیگر مثالیں اور قواعد بیان کیے ہیں۔ علامہ ارکائی نے اس ضمن میں مختلف فیہ آراء اور ساتھ ساتھ اپنی رائے بھی درج کی ہے۔ لکھتے ہیں:

علمائے رسم کا اتفاق ہے قرآن میں را کے بعد ہمزہ کی صورت میں آنے والی واو کو حذف کیا جائے گا چاہے وہ معرف بلام آئے جیسے الرئی بالتی ارنک ۵۳ چاہے یائے متکلم کی طرف مضاف کی صورت میں آئے جیسے بَدَا تَاوِيلُ رِئِ يَائِ (۵۴) یا چاہے کاف الخطاب ہو جیسے لَا تَقْتَضِ رِئِ يَائِ (۵۵، ۵۶)

تیسری فصل ”یئ“ کے حذف و اثبات کے بارے قائم کی گئی ہے۔ علامہ ارکائی فرماتے ہیں حروف میں سے یاء کو حذف کیا جاتا ہے فرماتے ہیں:-

تحذف الياء في حروف: منها ما اجتمع فيه ياء ان ، سوائء كانت احدهما صورة همزة اولاً ، وسواء كانت

الثانية علامة جمع اولاً ، ويتحقق في صور.... (۵۷)

حروف میں سے یاء کو حذف کیا جاتا ہے۔ جب ان میں دو ”یئ“ جمع ہو جائیں چاہے ان میں سے ایک ہمزہ کی صورت میں ہو یا نہ ہو اور چاہے دوسری جمع کی علامت ہو یا نہ ہو اور اس کی صورتیں ہیں۔

پھر علامہ ارکائی نے یائے محذوفہ کی پانچ اقسام بیان کی ہیں یہاں ہر قسم اور ان کی ایک ایک مثال بیان کی جائے

گی۔

۱۔ جب یائین میں سے پہلی یاء صورت ہمزہ میں ہو اور دوسری جمع کی علامت ہو مثلاً مَكِّيَيْنَ (۵۸، ۵۹) اس بارے لکھتے ہیں:

یاء کو صورت ہمزہ میں حذف کرنے پر علمائے رسم کا اتفاق ہے جس طرح علامہ دانی فرماتے ہیں:

المحذوفة هي صورة الهمزة؛ كراهة اجتماع ياءين في الخط- (۶۰)

یعنی یائے محذوفہ ہمزہ کی صورت میں ہوگی اور رسم الخط میں یائین کا اجتماع درست نہیں ہے۔

- ۲۔ پہلی یاء ہمزہ کی صورت میں ہو اور دوسری یاء جمع ہو مثلاً وَرَىٰ (۶۱) لَسْرَىٰ يَلْ (۶۲، ۶۳)
- ۳۔ پہلی یاء ہمزہ کی شکل میں نہ ہو اور دوسری جمع کی صورت ہو مثلاً الْخَوَارِجِ (۶۴، ۶۵)
- ۴۔ پہلی یاء ہمزہ کی صورت میں نہ ہو اور دوسری جمع کی علامت نہ ہو چاہے وہ مرفوع اصلی ہو جیسے یحییٰ ۶۶ چاہے منصوب ہو جیسے لَنْحِي بِرَبْلَدَةٍ (۶۷)
- ۵۔ یاء اول اصلی ہو اور ثانی ہمزہ کی صورت میں تو ایک یاء کے حذف کیے جانے پر علمائے رسم کا اتفاق ہے مثلاً السَّيِّئَاتِ (۶۸، ۶۹)۔

ایسے ہی دیگر قواعد اور ان کی مثالیں یاء کے حذف و اثبات کی فصل میں بیان کی ہیں۔ حذف و اثبات یاء کی بحث کے اختتام پر علامہ ارکائی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ قرآن میں الف، واو اور یاء یعنی حروف علت کے علاوہ بھی حذف پایا جاتا ہے جیسا کہ ہمزہ یہاں تاء، لام اور نون کے حذف کو تین انواع کے تحت بیان کیا جائے گا۔ ۷۰ کے بعد ازاں علامہ ارکائی نے ان تینوں انواع کو مع امثلہ بیان کیا ہے۔

دوسرا باب زیادات کے بارے میں ہے اس کی تین فصول ہیں جو یکے بعد دیگرے الف، واو اور یاء کی زیادتی کے بیان میں ہے۔ اس باب کے آغاز میں لکھتے ہیں:

اعلم ان الاصل في كل كلمة ان تكتب بصورة لفظها، وقد تزداد على خلاف الاصل احرف، لعلل اخرى، ولا تزداد من الحروف رسماً غير الالف والواو والياء۔ (۷۱)

کلمات کو ان کی اصلی صورت یعنی ملفوظ کے مطابق لکھنا ہی اصل ہے لیکن بعض اوقات اس اصل کے خلاف بعض حروف کارسم میں دیگر علل کی وجہ سے اضافہ کیا جاتا ہے اور الف، واو اور یاء کے علاوہ حروف کارسم میں اضافہ نہیں کیا جاتا۔

مختلف مقامات پر الف زائد ہوتا ہے علامہ ارکائی نے ایسے مقامات کی قرآنی امثلہ کے ساتھ وضاحت کی ہے یہاں پہلے مقام کی وضاحت درج ذیل ہے۔

الف کو مختلف مقامات پر زائد لکھا جاتا ہے: جیسا کہ جمع کی واو کے بعد جو فعل میں واقع ہو علمائے رسم کا جمع کی واو کے بعد الف کی زیادتی پر اتفاق ہے چاہے وہ فعل ماضی ہو یا مضارع، منصوب ہو یا مجزوم، امر ہو یا نہی، جب بھی واو متصرفہ ہوگی مثلاً اٰمَنُوۡا ۷۲ نَسُوۡا اللّٰهَ ۷۳ فَنُوقُوۡا ۷۴ وغیرہ ۷۵۔ اس فصل میں اسی طرز پر دیگر قواعد و امثلہ بیان کی گئی ہیں۔

دوسرے باب کی دوسری فصل واو کی زیادتی کے بارے میں ہے۔ علامہ ارکائی لکھتے ہیں قرآن میں جن مواقع پر واو کا اضافہ کیا جاتا ہے، درج ذیل ہیں۔

اُولٰٓئِكَ ۷۶ وَاُولٰٓئِكَ ۷۷ اُولٰٓئِكَ ۷۸ وغیرہ (۷۹)

علامہ ار کاٹی فرماتے ہیں:

مصاحف اہل مدینہ اور تمام عراقی مصاحف میں درج ذیل مقامات پر واو کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مثلاً

سأوریکم داز الفسقین ۵۰، سأوریکم آتی (۸۱، ۸۲)

اس باب کی تیسری فصل میں علامہ ار کاٹی نے یاء کی زیادتی پر روشنی ڈالی ہے کہ رسم الخط میں بعض مقامات پر یاء کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے ملا میں الف کے بعد یا کا اضافہ کیا جاتا ہے قرآن میں جیسے بھی اور جہاں بھی آئے۔ جب یہ ضمیر کی طرف مضاف ہو اور مجرور بھی۔

علامہ ار کاٹی نے اس حوالے سے علامہ دانی کا قول نقل کیا ہے۔

قال الدانی: ورايت في مصاحف اهل المدينة وغيرها: وَمَلَأَنَّهُ (۸۳) وملايهم (۸۴) في جميع القران

بالياء بعد الهمزة (۸۵)

اسی فصل میں بیان کرتے ہیں:

زيادة الياء في "باييد" في الزايات في قوله تعالى: وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَبْيَدٍ ۝۶۲ وفي نون بَأَبْيَكُمُ الْمُفْتُونَ (۸۷)

وغير ذلك مما هو محفوظ لا يقاس عليه غيره۔ (۸۸)

مقالہ اول کا تیسرا باب ابدال کے بارے قائم کیا گیا ہے۔ علامہ ار کاٹی نے اس باب کو بھی تین فصول میں تقسیم کیا ہے۔ فصل اول میں الف کے بدل کو زیر بحث لائے ہیں دوسری فصل یا اور واو کے ابدال کی بابت ہے جبکہ تیسری فصل میں باقی ماندہ ضوابط جو ابدال سے متعلق ہیں ان کو موضوع بحث بنایا ہے۔

مؤلف نے فصل اول ”الف کے ابدال“ کے بارے لکھا ہے:

جان لو کہ الف کو واو کے رسم میں تنخیم کے لئے لکھا گیا ہے اور یہ لکھا جاناد و طرح سے ہے اول صورت ان چار الفاظ کی ہے جو اصولی طور پر ہر جگہ قرآن مجید میں واو کے ساتھ لکھے گئے، جبکہ دوسری صورت ان چار حروف کی ہے جو متفرق طور پر لکھے گئے ہیں کہیں واو اور کہیں الف کے ساتھ۔ ۸۹۔ وہ چار حروف جہاں مستقل طور پر الف کو واو سے تبدیل کیا گیا وہ درج ذیل ہیں:

الصلوة ۹۰، الحيوة ۹۱، الزكوة ۹۲، الرنوا (۹۳)

لیکن یہ اس صورت میں ہے جب یہ الفاظ ضمیر کی طرف مضاف نہ ہوں چاہے معرف بالام آئیں یا نہ آئیں۔

اپنے اس قول کی دلیل میں علامہ ار کاٹی نے علامہ دانی کی اس بارے روایت نقل کی ہے۔

علامہ ابو عمرو الدانی فرماتے ہیں:

حدثت عن قاسم بن اصبح قال حدثنا عبدالله بن مسلم بن قتيبة قال: كتب كُتَّابُ المصاحف "الصلوة"، و "الزكوة"، و "الحياة"، و "الربوا" بالواو- وروى بشر بن عمر عن بارون عن عاصم الجحدري قال: في الامام "الصلوة"، و "الزكوة"، و "الغدوة"، و "الربوا"، بالواو- (۹۴)

مجھ سے قاسم بن اصبح کی روایت بیان کی گئی انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے روایت کی ہے فرماتے ہیں مصاحف کے کاتبوں نے الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الحیوۃ اور الربوٰ کو مصاحف میں واو سے لکھا ہے اور بشر بن عمر نے ہارون سے اور انہوں نے عاصم جحدری سے روایت کیا اور کہا کہ مصحف امام میں الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، بالغدوۃ اور الربوٰ کو واو کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

اسی طرز پر دیگر قواعد و امثلہ بیان کرنے کے بعد الف کی زیادتی کی بحث کا اختتام امام رضی کے اس قول سے کیا

ہے۔

قال الرضى فى شرح الشافية: وقد كتبت "الصلوة"، و "الزكوة" بالواو دلالة على التضمين- (۹۵)
اس باب کی دوسری فصل یاء اور واو کی زیادتی کے بارے میں ہے جس میں ابتداؤات الیاء سے بحث کی گئی ہے۔
ذوات الیاء یعنی یاء والے حروف جس میں یاء اپنی اصلی صورت میں تھا پھر الف سے تبدیل کر دیا گیا لیکن پھر اسے یاء کی صورت میں لکھا گیا۔

اسم کی صورت میں آئے یا فعل کی صورت میں، اس کے ساتھ ضمیر متصل ہو یا نہ ہو، ساکن یا متحرک سے ملا ہو، اصل کی تغلیب پر ہو اور امالہ کی غرض سے کبھی بھی یائے اول سے پہلے دوسری یاء نہیں آئے گی۔ جیسے

الهدى ۹۶، الهوى ۹۷، العمى ۹۸، الهدى ۹۹، عمى ۱۰۰، فتى ۱۰۱، قرى ۱۰۲، وغیره ۱۰۳، واما ما وقع فيه قبل الباء ياء فترسم بالواو

لف بلا خلاف- (۱۰۴)

اس بارے اختلاف نہیں کہ اگر یاء سے قبل یا آجائے تو اس کو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے:

الدنيا ۱۰۵، اللؤلؤء ۱۰۶، الاحياء ۱۰۷، وغیره (۱۰۸)

علامہ ارکائی فرماتے ہیں یاین کے جمع کیے جانے کو کتابت میں ناپسند کیا گیا ہے سوائے لفظ یحییٰ کے چاہے یہ بطور

اسم آیا ہو یا فعل مثلاً بطور اسم کی مثال: بغلم اسمہ یحییٰ ۱۰۹، بطور فعل کی مثال: لا یثوث فیہا ولا یحییٰ (۱۱۰)

اسی طرز پر اس فصل میں واو کے بدل کے قواعد اور قرآنی امثلہ بیان کی گئی ہیں۔

تیسری فصل ابدال کے باقی اصولوں پر مشتمل ہے اور اس کا عنوان بھی علامہ ارکائی نے اسی مناسبت سے ”فی ما

لغی من الابدال“ قائم کیا ہے۔ آپ نے اس فصل میں تنوین، نون تاکید خفیفہ، اذن، کاین اور ہائے تانیث کے

اصول و قواعد بح امثلہ بیان کیے ہیں۔

مقالہ اول کا چوتھا باب وصل و قطع کی معرفت میں ہے۔ قرآن کریم میں کن الفاظ کو قطع کر کے اور کن کو موصولاً مرسوم کیا گیا ہے اور ایسا کرنا کن اصول و ضوابط کے باعث ہے اس باب میں ان امور کو اجاگر کیا گیا ہے۔ علامہ ارکائی فرماتے ہیں:

اعلم ان الاصل في كل كلمة كانت على حرفين فصاعداً ان تكتب منفصلة من التي بعدها، اسماً كانت، او فعلاً، او حرفاً الا في عدة مواضع، ولا يذهب عليك ان الوصل انما يجوز في ما يقبله من الحروف؛ كالباء واللام و الكاف وتاء الضمير و كافه، بخلاف ما يقبله فانه لا يوصل قط، وهي ستة احرف: الالف والذال مهملة و معجمة، والراء منقوطة و غير منقوطة، والواو۔ (۱۱۲)

اس باب میں سب سے پہلے مولف نے ”ال“ تعریف کے موصول ہونے کے بارے میں مثالیں پیش کی ہیں

مثلاً۔ الکنب ال۱۱۳ العلیین (۱۱۴) وغیرہ (۱۱۵)۔

یائے ندا کے بارے میں فرماتے ہیں تمام مصاحف میں حرف ندا کی یاء سے الف کو حذف کیا گیا ہے اور جب وہ منادی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے متصل ہو جاتا ہے اور ایک حرف بن جاتا ہے جیسے: یادم ال۱۱۶ یوسی ال۱۱۷ وغیرہ (۱۱۸) ضماں متصلہ اپنے سے ما قبل حروف سے ملا کر لکھے جاتے ہیں چاہے وہ حرف واحد ہو یا جمع، مرفوع ہو یا منصوب یا مجرور مثلاً: فَلَکَ (۱۱۹) رَبِّ ال۱۲۰ زَسَلِ ال۱۲۱ یَحِیْمُکَ ال۱۲۲ وغیرہ۔

حروف ہجائیہ جو سورتوں کے آغاز میں منقطع طور پر آتے ہیں چاہے وہ دو ہوں تین ہوں یا زیادہ ان کو رسم الخط میں ملا کر لکھا جاتا ہے یعنی موصول لکھا جاتا ہے مثلاً

یس (۱۲۳) المض ال۱۲۴ سوائے م عَسَقَ ال۱۲۵ اس کو میم اور عین کے درمیان سے فصل کیا جاتا ہے۔ (۱۲۶) ان اصولوں کے علاوہ مولف نے وصل و قطع کے باب میں درج ذیل کلمات کو بمعہ امثلہ صراحت سے بیان کیا ہے۔

الآ، انما، اما، اینما، ألم، الّن، عمّا، ممّا، امن، عمن، بئسما، ممن، کلما، فیما، یومہم، ام استنقھامیہ وغیرہ اور کاننا، رقا، مہا اور کلمات موصولہ مضموزہ جیسے للآ وغیرہ ان الفاظ میں سے چند مثالیں اسلوب کی وضاحت میں درج ذیل ہیں۔

الآ: ہمزہ پر فتح اور لام پر تشدید کے ساتھ جس کی اصل ان لا ہے۔ ان مصدر اور لانافیہ ہے۔ ان کو کتابت میں موصول مرسوم کیا گیا ہے کیونکہ نون ساکنہ متصلہ لام ادغام کو واجب کرتی ہے پس یہاں نون مدغم کا حکم بھی جاری ہوتا ہے مثلاً الّآ تَعْلُوا عَلَی الّآ تَعْبُدُوا (۱۲۸) وغیرہ۔

قرآن میں دس مقامات کے علاوہ یہ موصول ہی لکھی جاتی ہے جہاں بھی آئے علامہ ارکائی نے کتاب میں ان دس مقامات کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں سے دو مثالیں درج ذیل ہیں: **الْحَقُّ ۱۲۹** اور **أَنْ لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ الْحَقُّ ۱۲۹** اور **أَنْ لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ الْحَقُّ ۱۳۰** لیکن سورۃ انبیاء میں وارد **أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ (۱۳۱)** مختلف فیہ ہے اکثر نے اس کو قطع کر کے اور بعض نے موصول مرسوم کیا ہے۔ (۱۳۲)

عَمَّنْ کے بارے میں علامہ ارکائی نے یوں وضاحت کی ہے۔

(عَمَّنْ) المركب من (عن) الجار و (مَنْ) الموصولة رسم موصولاً حيث وقع لِمَا مَرَّ، الا في موضعين

فمقطوع، وهما: عن مَنْ بشائئ (۱۳۳) عن مَنْ تولى (۱۳۴، ۱۳۵)

اسی انداز میں دیگر الفاظ کی وضاحت اس باب میں کی گئی ہے۔

مقالہ اول کا پانچواں اور آخری باب ہمزہ کے بیان میں ہے۔ اس باب میں دو فصول ہیں فصل اول ہمزہ رسم

قیاسی اور دوسری غیر قیاسی کے بارے قائم کی گئی ہے۔

فصل اول رسم قیاسی کے آغاز میں آپ نے بیان کیا ہے:

جان لیجئے رسم الحظ میں ہمزہ تین مقامات پر داخل ہوتا ہے۔ الفاظ کے شروع میں، وسط میں یا پھر آخر میں۔ (۱۳۶)

۱- ہمزہ ابتدائیہ

وہ ہمزہ جو الفاظ کے آغاز میں آتا ہے اس کے بارے فرماتے ہیں کہ وہ ہمزہ ہمیشہ الف کی صورت میں لکھا جاتا

ہے کیونکہ نہ تو یہاں تخفیف ہمزہ کا موقع ہے اور نہ بلا وجہ تخفیف جائز ہے۔ لہذا ابتدا میں لکھے جانے والا ہمزہ اپنی اصلی

صورت پر آتا ہے۔ جس کی کتاب سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

امر ۱۳۷ اسمعیل ۱۳۸ انزل (۱۳۹) وغیرہ (۱۴۰)

۲- ہمزہ متوسطہ

وہ ہمزہ جو الفاظ کے وسط میں آتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں جن کو کتاب میں بمع امثله بیان کیا گیا ہے۔ وسط میں

آنے والا ہمزہ یا تو ساکن ہوتا ہے اور یا متحرک، ساکن ہونے کی صورت میں یہ اپنے ما قبل حرف کی حرکت کے مطابق لکھا

جاتا ہے کیونکہ یہ تخفیف کے لیے تبدیل ہوتا ہے۔

i- ہمزہ متوسطہ ساکنہ سے ما قبل حرف کی حرکت مفتوح ہو تو ہمزہ بصورت الف تحریر ہوتا ہے جیسے البائس (۱۴۱)

ياخذُ ۱۴۲، ۱۴۳

ii- ہمزہ متوسطہ ساکنہ سے ما قبل حرف کی حرکت کسرہ ہو تو رسم میں ہمزہ بصورت یاء مرسوم ہوتا ہے مثلاً اجنت

(۱۴۴) بئس (۱۴۵) وغیرہ

iii- ہمزہ متوسط ساکنہ سے ما قبل حرف مضموم ہو تو ہمزہ کو کتابت میں واو کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے: الْمُؤْمِنِينَ (۱۴۶)

وَالْمُؤْتُونَ ۱۴۷ وغیرہ (۱۴۸)

علامہ ارکائی نے ہمزہ متوسط ساکنہ کی مختلف صورتوں کو بیان کرنے کے بعد ہمزہ متوسط متحرک کے اصول و ضوابط بھی بمعہ امثلہ بیان کیے ہیں۔

۳- ہمزہ اخیرہ

وہ ہمزہ جو الفاظ کے آخر میں آتا ہے اس کے بارے فرماتے ہیں۔ اگر ہمزہ اخیرہ سے ما قبل لفظ متحرک ہو تو اس بارے علمائے رسم اور لغت کا اتفاق ہے کہ ہمزہ کو ما قبل حرف کی حرکت کے مطابق لکھا جاتا ہے:

i- اگر ما قبل حرف کی حرکت فتح کی ہو تو ہمزہ منتظرہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے: بَدَا (۱۴۹)

ii- اگر ہمزہ اخیرہ کے ما قبل حرف کی حرکت کسرہ ہو تو کتابت میں بصورت یاء تحریر ہوتا ہے مثلاً فَرِيئ (۱۵۰)

iii- مضموم حرف سے بعد آنے والا ہمزہ اخیرہ واو کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے: لَوْلُو (۱۵۱)

اسی انداز میں علامہ ارکائی نے دیگر اصول و قواعد کو بیان کیا ہے۔ (۱۵۲)

فصل دوم غیر قیاسی خط کے بارے قائم کی گئی ہے علامہ ارکائی فرماتے ہیں:

اعلم ان الهمزة قدر سمت في مواضع من القرآن العظيم على خلاف الاصول التي ذكرناها لوجوه

اخري، نذكر المسائل هنا اجمالاً، معراًة عن الدلائل... (۱۵۳)

بعد ازاں کتابت مصاحف میں جن مقامات پر ہمزہ کا رسم غیر قیاسی ہے ان مسائل کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا

ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں:

حذف الهمز الساكن اللزوم المكسور ما قبلها في (وَرِ عِيا) في سورة مريم (۷۴) فانها كتبت ببياءٍ

واحدة، والقياس ان تكتب ببياءٍ ين- (۱۵۴)

اسی طرز پر ہمزہ کے غیر قیاسی رسم کی دیگر مثالیں وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔

رسم کے اصول و قواعد کی اس بحث کا اختتام ایک مختصر فرع پر کیا گیا جو مصحف کی بیع و شراہ پر مشتمل ہے۔

فن رسم پر تحریر شدہ علمی ذخیرہ میں نثر المرجان خصوصی اہمیت کی حامل کتاب ہے جس کا مقالہ اول اصول رسم

موضوع بحث ہے یہاں اس مقالہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱- نثر المرجان فن رسم پر جامع اور وقیح علمی مجموعہ ہے۔ اس کا حصہ اول جس کو مؤلف نے مقالہ اول کا نام دیا ہے

رسم الخط کے اصول و قواعد پر محیط ہے اس جامع اور مبسوط علمی ذخیرہ میں رسم کے اصول و مبادیات پر روشنی ڈالی

گئی ہے جبکہ کتاب کے باقی چھ اجزاء جن کو مؤلف نے مقالہ دوم کا نام دیا فروش و الحروف پر مشتمل ہیں۔ پس وہ تمام

اصول و قواعد جن کو مقالہ اول میں اجاگر کیا گیا ہے، مقالہ دوم میں صراحت کے ساتھ ان قوانین کا اطلاق واضح کیا ہے۔

۲۔ اس مقالہ کی انفرادی خوبی شرح و بسط سے اصول رسم کی وضاحت ہے۔ ما قبل رسم پر لکھے گئے علمی ذخیرہ میں اس قدر وضاحت و فصاحت سے اصول و قوانین کو اجاگر نہیں کیا گیا جو کاوش علامہ ارکائی کی اس کتاب میں نظر آتی ہے۔

۳۔ اس مقالہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں اس موضوع پر لکھی گئی امہات کتب فن سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے۔ قرآنی رسم پر موجود ما قبل علمی ذخیرہ کو اس کتاب میں شرح و تہذیب کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔

۴۔ قواعد کی توضیح و تشریح میں مؤلف نے مصاحف عثمانیہ سے جا بجا شواہد و امثلہ نقل کی ہیں جو قاری کے لیے ان قواعد کی تفہیم میں تسہیل کا باعث ہیں۔

۵۔ اصول و قواعد کے بیان میں علمائے سلف کے اقوال و آراء سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اکثر مقامات پر اپنی رائے کی تائید میں علمائے سلف کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اصول و قواعد کی توضیح و تشریح میں علمائے رسم اور لغت کے مابین اختلافات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۶۔ مؤلف نے اصول و قواعد کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ جا بجا جزئیات و فروعات پر بھی روشنی ڈالی ہے جو اس مقالہ کی خصوصیات میں مزید اضافہ کا باعث ہیں۔

۷۔ حسن ترتیب کے اعتبار سے بھی یہ مقالہ اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔ مؤلف نے تمام اصول و قواعد ابواب و فصول میں بیان کیے ہیں۔ ہر قاعدہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور جن حروف پر وہ اصول و قواعد لاگو ہوتے ہیں ان کی الگ فصول بندی کرتے ہوئے ان پر منطبق ہونے والے احکامات کی وضاحت کی ہے، کہ کن صورتوں میں کیا احکام جاری ہوں گے اور کون سے الفاظ قرآنیہ کس مقام پر ان اصول و قواعد کی قیود سے مستثنیٰ شمار کیے گئے ہیں۔

حوالہ جات

- ١- عبدالحلہ لکھنوی، نزہۃ الخواطر و بھجۃ المسامح والنواظر، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، الطبعة الاولى، ١٣٢٠ھ، ١١٠٢/٤-١١٠٣؛ المرصفي، الشيخ عبدالفتاح السيد عجمي، هداية القاري الى تجويد كلام الباري، مكتبة طيبة، مدينة منوره، الطبعة الثانية، ١٥/٣ تا ١٤٤٤
- ٢- نزہۃ الخواطر، ١١٠٣، ١١٠٢
- ٣- ایضاً
- ٤- ارکائی، محمد نموش، نشر المرجان فی رسم نظم القرآن، مطبع حیدرآباد، دکن، سن، ص ٣٠
- ٥- نشر المرجان، ١٨/١
- ٦- ایضاً، ٣/١
- ٧- ایضاً، ٨/١
- ٨- ایضاً، ٨/١
- ٩- ایضاً، ١٠/١
- ١٠- ایضاً، ١٠/١
- ١١- ایضاً، ١١/١
- ١٢- ایضاً
- ١٣- ایضاً
- ١٤- ایضاً، ١٢/١
- ١٦- ابو عبید قاسم بن سلام، فضائل القرآن، دار ابن کثیر، دمشق، ١٣١٥ھ، ص ٣٩٢؛ ابن ابی داؤد، کتاب المصاحف، الفاروق الحدیثیہ، قاہرہ، ١٣٢٣ھ، ص ٣٩١؛ نشر المرجان، ١٢/١
- ١٧- نشر المرجان، ١٣/١
- ١٨- ایضاً، ١٦/١
- ١٩- ایضاً، ١٤/١
- ٢١- دانی، ابو عمرو عثمان بن سعید، المتفق فی رسم مصاحف الامصار ونقطتها، تحقیق، فرغلی سید عرباوی، الفاروق الحدیثیہ للطباعة والنشر، قاہرہ، ١٣٩٢ھ، ص ١٨٢ تا ٢٦٩
- ٢٢- زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، دار الحدیث قاہرہ، ١٣٢٤ھ، ص ٢٥٨ تا ٢٨٩
- ٢٣- سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتب العربی، بیروت، ٢٠٠٤ء، ص ٨٣٠
- ٢٤- ابن عقیلہ، محمد بن احمد، الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن، مرکز تفسیر للدراسات القرآنیہ، ریاض، ٢٠٠١ء، ٣/٢ ٢٥١
- ٢٥- نشر المرجان، ٢٠/١
- ٢٦- ایضاً
- ٢٧- ایضاً
- ٢٨- الانبیاء، ٢١: ٨٤
- ٢٩- الفرقان، ٢٥ : ٣٣

- ٣٠- المومنون ٢٣ : ٩١
- ٣٢- ايضاً، ٢٦/١
- ٣٣- الحجر ١٥ : ١٤
- ٣٦- النحل ١٦ : ٩٩
- ٣٨- النحل ١٦ : ١٠٠
- ٤٠- ايضاً
- ٤٢- التكويد ٨ : ٨١
- ٤٣- آل عمران ٣ : ١٥٣
- ٤٦- الاسراء ١٤ : ٤
- ٤٨- التوبة ٩ : ١١٤
- ٥٠- البقرة ٣ : ٦١
- ٥٢- نثر المرجان، ٢٣، ٢٢/١
- ٥٣- يوسف ١٢ : ١٠٠
- ٥٦- نثر المرجان، ٢٥/١
- ٥٨- الكهف ١٨ : ٣١
- ٦٠- ايضاً، ٢٦/١
- ٦٢- البقرة ٢٠٠ : ٢
- ٦٣- المائدة ٥ : ١١١
- ٦٦- البقرة ٢ : ٢٥٨
- ٦٨- النساء ٤ : ١٨
- ٤٠- ايضاً، ٥٥/١
- ٤٢- البقرة ٣ : ٩
- ٤٣- آل عمران ٣ : ١٠٦
- ٤٦- البقرة ٢ : ٥
- ٤٨- البقرة ٢ : ٢٦٩
- ٨٠- الاعراف ٤ : ١٣٥
- ٨٢- نثر المرجان، ٦٥/١
- ٨٣- يونس ٨٣ : ١٠
- ٣١- نثر المرجان، ٢١/١
- ٣٣- النحل ١٦ : ٩٨
- ٣٥- نثر المرجان، ٢٤/١
- ٣٤- النجم ٥٣ : ٢٣
- ٣٩- نثر المرجان، ٢٤/١
- ٤١- البقرة ٢ : ٢٥١
- ٤٣- الشعراء ٢٦ : ٢٢٢
- ٤٥- التوبة ٩ : ١٩
- ٤٤- البقرة ٢ : ٢٥٥
- ٤٩- آل عمران ٣ : ١٨٣
- ٥١- الرعد ١٣ : ٢٢
- ٥٣- الاسراء ١٤ : ٦٠
- ٥٥- يوسف ١٢ : ٥
- ٥٤- ايضاً، ٢٦/١
- ٥٩- نثر المرجان، ٢٦/١
- ٦١- مريم ١٩ : ٤٣
- ٦٣- نثر المرجان، ٢٨/١
- ٦٥- نثر المرجان، ٢٨/١
- ٦٤- الفرقان ٢٥ : ٢٩
- ٦٩- نثر المرجان، ٢٨/١
- ٤١- نثر المرجان، ٦١/١
- ٤٣- التوبة ٩ : ٦٤
- ٤٥- نثر المرجان، ٦١/١
- ٤٤- النساء ٤ : ٩١
- ٤٩- نثر المرجان، ٦٥/١
- ٨١- الانبياء ٣ : ٢١
- ٨٣- الاعراف ٤ : ١٠٣
- ٨٥- نثر المرجان، ٦٥/١

- ۸۶- الذاریات ۵۱: ۴۷
- ۸۸- نشر المرجان، ۶۶، ۶۷/۱
- ۹۰- البقرة ۳: ۳
- ۹۲- البقرة ۲: ۴۳
- ۹۳- الممتنع، ص ۱۲۰؛ نشر المرجان، ۱، ۶۸/۱
- ۹۵- رضی، محمد بن الحسن، شرح شافیه ابن حاجب، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۷۵، ص ۳۳۳/۳؛ نشر المرجان، ۶۹/۱
- ۹۶- آل عمران ۳: ۷۳
- ۹۸- حم السجدة ۴: ۱۷
- ۱۰۰- حم السجدة ۴: ۴۴
- ۱۰۲- سبأ ۳: ۱۸
- ۱۰۴- ایضاً
- ۱۰۶- الاسراء ۱۷: ۶۰
- ۱۰۸- نشر المرجان، ۷۰/۱
- ۱۱۰- طه ۲۰: ۷۴
- ۱۱۲- ایضاً، ۷۷/۱
- ۱۱۴- الفاتحة ۱: ۲
- ۱۱۶- البقرة ۲: ۳۳
- ۱۱۸- نشر المرجان، ۷۷/۱
- ۱۲۰- البقرة ۲: ۲۵۸
- ۱۲۲- البقرة ۲: ۲۸
- ۱۲۴- الاعراف ۷: ۱
- ۱۲۶- نشر المرجان، ۷۸/۱
- ۱۲۸- هود ۲: ۱۱
- ۱۳۰- الاعراف ۷: ۱۶۹
- ۸۷- القلم ۶۸: ۶
- ۸۹- نشر المرجان، ۶۸/۱
- ۹۱- البقرة ۲: ۸۵
- ۹۳- البقرة ۲: ۲۷۵
- ۹۷- النساء ۴: ۱۳۵
- ۹۹- البقرة ۲: ۲
- ۱۰۱- الانبیاء ۲۱: ۶۰
- ۱۰۳- نشر المرجان، ۷۰/۱
- ۱۰۵- البقرة ۲: ۸۵
- ۱۰۷- المائدة ۵: ۳۲
- ۱۰۹- مریم ۱۹: ۱۲
- ۱۱۱- نشر المرجان، ۷۲/۱
- ۱۱۳- البقرة ۲: ۲
- ۱۱۵- نشر المرجان، ۷۷/۱
- ۱۱۷- البقرة ۲: ۵۵
- ۱۱۹- المائدة ۵: ۱۱۶
- ۱۲۱- البقرة ۲: ۲۸۵
- ۱۲۳- یس ۳۶: ۱
- ۱۲۵- الشوری ۳۲: ۱، ۲
- ۱۲۷- النمل ۲: ۳۱
- ۱۲۹- الاعراف ۷: ۱۰۵
- ۱۳۱- الانبیاء ۲۱: ۸۷

- ۱۳۳۲ - نشر المرجان، ۷۹/۱
- ۱۳۳۳ - النور ۲۴: ۳۳
- ۱۳۳۴ - النجم ۵۳: ۲۹
- ۱۳۳۵ - نشر المرجان، ۸۱/۱
- ۱۳۳۶ - ایضاً، ۸۴/۱
- ۱۳۳۷ - البقرة ۲: ۲۷
- ۱۳۳۸ - ابراهیم ۱۴: ۳۹
- ۱۳۳۹ - البقرة ۲: ۴
- ۱۳۴۰ - نشر المرجان، ۸۴/۱
- ۱۳۴۱ - البقرة ۲: ۱۷۷
- ۱۳۴۲ - الکھف ۱۸: ۷۹
- ۱۳۴۳ - البقرة ۲: ۷۴
- ۱۳۴۴ - البقرة ۲: ۲۲۳
- ۱۳۴۵ - هود ۱۱: ۹۹
- ۱۳۴۶ - النساءى ۴: ۱۶۲
- ۱۳۴۷ - نشر المرجان، ۸۵/۱
- ۱۳۴۸ - الاعراف ۷: ۲۰۴
- ۱۳۴۹ - العنكبوت ۲۹: ۲۰
- ۱۳۵۰ - الطور ۵۲: ۲۴
- ۱۳۵۱ - ایضاً، ۸۸/۱
- ۱۳۵۲ - نشر المرجان، ۸۸ تا ۸۷/۱
- ۱۳۵۳ - ایضاً